

صحیح البخاری کی احادیثِ مبارکہ سے استنباطِ احکام میں شیخ عبد الخالق کا منہج و اسلوب

(غنیۃ القاری کے تناظر میں)

**THE STYLE OF SHAYKH ABDUL-KHALIQ IN ELICITATION
JURISPRUDENTIAL ISSUES FROM THE AHADITHS OF SAHIH AL-
BUKHARI (IN THE CONTEXT OF GHUNYATUL-QARI)**

*Mubashir

**Dr. Ashfaq ali

ABSTRACT

Allah's book Qur'an and the blessed hadiths of his Messenger ﷺ are the main sources of Sharia. Qur'an is the original and principle source and the hadiths are its explanations and interpretations. Along with this, it is also a fact that Allah blessed the Holy Prophet ﷺ with Jawame' Al-Kalem. It means that he was given the ability to convey more meanings and themes in fewer words. The jurists and scholars of hadith extracted the hidden rules and issues in the words of hadiths and preserved them in their books.

Maulana Abd al-Khaliq Bajuri is one of these scholars of hadith, who wrote a thick commentary on Sahih al-Bukhari, and in it he paid special attention to the explanation of the words of the hadiths and the debate on their authenticity, as well as the extraction of fiqh rules. This is the subject of this article.

Keywords:, Ghunyatul qari. Elicitation, Jurisprudential issues, ahadiths of sahih al bukhari

اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن کریم اور اس کے رسول ﷺ کی احادیثِ مبارکہ شریعت کے بنیادی ماخذ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب

* Ph.D. Scholar, Islamia College University, Peshawar.

** Associate Professor, Department of Islamic Theology, Islamia College University, Peshawar.

اصل الاصول ہے اور احادیثِ مبارکہ اس کی توضیح و تشریح کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾

"ترجمہ: اور ہم نے آپ کی طرف نصیحت والی کتاب (قرآن مجید) کو اس لیے اتارا، کہ آپ لوگوں کے سامنے اس پیغام کو خوب واضح کر دیں جو ان کی طرف اتارا گیا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں صاف الفاظ میں یہ واضح کر دیا گیا کہ آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد قرآنِ کریم کے معانی کو واضح کرنا ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اسی مقصد کی تکمیل میں گزری۔ سیرتِ مطہرہ اور احادیثِ مبارکہ پر نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر قول و فعل قرآنِ مجید کی کسی نہ کسی آیت کی وضاحت اور اس کی تشریح ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ کو بھی مستقل حجیت اور تشریعی حیثیت حاصل ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم سے نوازا تھا۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی منقول ہے جس میں آپ ﷺ نے اپنی چھ خصوصیات ذکر فرمائی ہیں ان میں ایک خصوصیت یہ ذکر کی ہے کہ:

"أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ".^۲

"مجھ کو وہ کلام دیا گیا ہے جس میں الفاظ تھوڑے ہیں لیکن معانی بہت ہیں۔"

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ ایسی ہیں کہ وہ "دریادِ کوز بند" کا صحیح مصداق ہیں۔ اس اُمت کے محدثین کا اگر یہ کارنامہ ہے کہ انہوں نے بڑی جانفشانی اور عرقِ ربڑی سے احادیثِ مبارکہ کے الفاظ کو محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا۔ تو دوسری طرف فقہائے کرام اور شراحِ حدیث کا یہ احسان بھی ناقابلِ فراموش ہے کہ انہوں نے احادیثِ مبارکہ کے الفاظ میں پوشیدہ احکام و مسائل کا استنباط و استخراج کر کے اپنی کتابوں میں محفوظ کیا جس سے امتِ تاقیامت مستفید ہوتی رہے گی۔

انہی شراحِ حدیث میں سے ایک مولانا محمد عبدالحق باجوڑی بھی ہیں، جنہوں نے احادیثِ مبارکہ کی سب سے مستند ترین کتاب صحیح البخاری کی ضخیم شرح لکھی، اور اس میں احادیث کے الفاظ کی وضاحت اور سند پر بحث کے ساتھ ساتھ استنباطِ مسائل پر بھی خصوصی توجہ دی۔ یہی اس مضمون کا موضوعِ بحث ہے۔

مولانا محمد عبدالحق کا تعارف

ضلعِ باجوڑ صوبہ خیبر پختون خوا میں افغانستان کے سرحد پر گوبائی کے نام سے ایک چھوٹا گاؤں واقع ہے، مولانا عبدالحق کی پیدائش ۱۸۵۸ء کو اس گاؤں میں ہوئی۔ والد کا نام مولانا سید امیر اور دادا کا نام حسام الدین تھا۔ والد عالم دین تھے، انہی سے آپ نے علمِ دین کی

ابتدائی کتابیں پڑھیں، نیز دیگر مولانا نصیر الدین باجوڑی، ملا دامن صاحب ہزاروی، مولانا حسین جان ننگرہاری وغیرہ سے بھی علم حاصل کیا جو جید علماء تھے۔^۳ مزید علمی پیاس بجھانے کے لیے ہندوستان کا سفر کیا اور جامعہ اسلامیہ دہلی میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ نے احادیث مبارکہ کا علم مولانا محمد قاسم نانوتوی کے تلمیذ مولانا عبد العلی دہلوی سے حاصل کیا۔ تین سال تک ہندوستان میں رہ کر ۱۳۳۲ھ کو فارغ التحصیل ہوئے۔^۴ اس کے بعد ہندوستان سے واپس آئے اور زندگی بھر علوم دینیہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ درس و تدریس اور تصنیف و تالیف آپ کا خاص مشغلہ تھا چنانچہ کئی کتابیں لکھیں، چند کے نام یہ ہیں: غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری (عربی)، طریقۃ السلوک الی ملک الملوک (فارسی، مطبوع)، الحسام الصارم علی عنق الدوادی العارم (مطبوع)، الرسالة الصحیحة فی اداء الضاد الفصیحة (مخطوط)^۵

غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری کا مختصر تعارف

غنیۃ القاری عربی زبان میں صحیح بخاری کی مفصل و مکمل شرح ہے۔ اس شرح کی صرف پہلی جلد ۱۹۷۰ء میں منظور عام پریس پشاور سے شائع ہوئی ہے جو صحیح بخاری کی پہلی حدیث سے آخر کتاب الجنائز پر مشتمل ہے۔ باقی سب جلدیں مخطوط ہیں۔ پورا مخطوط تقریباً پچیس سو صفحات پر مشتمل ہے۔ ۱۳۷۵ء کو یہ شرح لکھنے کا آغاز کیا اور محرم الحرام ۱۳۸۷ء میں یہ شرح پوری ہوئی۔ اس مخطوط پر عبدالولی خان یونیورسٹی مردان اور اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور کے متعدد پروفیسر ڈی سکالر تحقیق و تعلیق اور ترجمہ کا کام کر رہے ہیں، جس کے بعد اس شرح کی طباعت بلاشبہ شروح بخاری میں ایک عمدہ شرح کا اضافہ ہوگا۔

اس شرح میں مولانا عبد الخالق نے صحیح البخاری کی کئی شروح سے استفادہ کیا ہے۔ شرح کا اسلوب عمدہ و آسان ہے۔ الفاظ حدیث کی رواں شرح بیان کی ہے۔ صرنی، نحوی اور لغوی مباحث پر بھی خاص توجہ دی ہے۔ احادیث مبارکہ سے مستنبط فقہی و کلامی مسائل تحریر کیے ہیں اور جابجا علاقائی اور عصری مسائل کو بھی بسط و تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔^۶

ذیل میں موضوع کی مناسبت سے غنیۃ القاری میں احادیث مبارکہ سے فقہی مسائل کے استنباط کا منہج و اسلوب بیان کیا جاتا ہے۔

مسائل کے استنباط میں منہج و اسلوب

آپ احادیث مبارکہ سے مسائل کے استنباط پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کا منہج درج ذیل نکات میں بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ ایک حدیث سے متعدد مسائل کا استنباط

شارح ایک ایک حدیث سے کئی کئی مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ مثلاً بابُ بَرَکَةِ الْغَاظِي فِي مَالِهِ حَيًّا وَمَيِّتًا، مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلَاةَ الْأَمْرِ کے تحت امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اُن کے والد حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل قرضوں سے متعلق وصیت والی حدیث نقل کی ہے۔^۱ اس ایک حدیث سے شارح نے بارہ مسائل مستنبط کیے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

۱- ويستفاد منه استحباب الوصية عند الحرب،

۲- وفيه تقديم اداء الدين و تاخير قسمة الميراث،

۳- وفيه جواز الوصية للحفدة اذا لم يكونوا ورثة،

۴- وفيه جواز شراء الوارث من التركة لان المنذر بن الزبير قد اخذ سهما بمائة الف،

۵- وفيه جود عبد الله بن جعفر،

۶- وفيه جواز استعمال اللفظ المشترك لانه قال فاستعن عليه مولاي لان المولى مشترك بين معان متعددة،

۷- وفيه غاية وثوق الزبير على الله تعالى وكذا غاية وثوق عبد الله عليه لانه لم يقبل من احدهم شيئا،

۸- وفيه انه لا باس بالدين اذا كان له وفاء،

۹- وفيه جواز النداء في الموسم،

۱۰- وفيه اطاعة بني الزبير لاختيم عبد الله في تاخير تقسيم التركة،

۱۱- وفيه ايتاء الميراث للرجال والنساء

۱۲- وبه استدلال مالك على ان اجل المفقود اربع سنين، و فيه نظر لانه لاجماع بينهما فكيف يصح الاستدلال به.^۸

عبارت بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر جنگ کسی علاقے میں شروع ہونے والی ہو تو وہاں کے لوگوں کے لئے وصیت کرنا مستحب ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرض پہلے ادا کیا جائے گا اور میراث اس کو بعد میں تقسیم کیا جائے گا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پوتے کے لئے وصیت کرنا جائز ہے اگر وہ وارث نہ بن سکتا ہو۔ اور اس میں یہ بھی جائز ہے کہ اگر ایک وارث ترکہ میں سے کوئی چیز خریدنا چاہے تو خرید سکتا ہے جیسے المنذر بن زبیر جنہوں نے ایک حصہ ایک لاکھ کے بدلے میں خریدا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے سخی انسان تھے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا لفظ جو مشترک ہو اس کا استعمال کرنا جائز ہے جیسے انھوں نے کہا تھا کہ فاستعن علیہ مولای "اب لفظ مولا بہت سارے معنی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس سے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

اللہ رب العزت پر یقین کا علم بھی ہوتا ہے اور ایسے ہی عبد اللہ کا یقین کیونکہ انہوں نے اس میں سے کوئی بھی چیز قبول نہیں کی تھی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سا مال موجود ہے تو وہ بھی لے سکتا ہے کہ جس سے اس قرض کی ادائیگی ممکن ہو اور ایسے ہی کسی مخصوص وقت میں اعلان کرنے کا جواز ملتا ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان کے بھائیوں نے اطاعت کی اور جس طرح نے مال کو تقسیم کیا اس پر رضامندی ظاہر کی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو میراث مل سکتی ہے اور اس سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی دلیل اخذ کی ہے کہ جو شخص گم ہو چکا ہو تو اس کا چار سال تک انتظار کیا جائے لیکن ان کا یہ استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان جمع کرنے والی کوئی شے نہیں تو اس سے استدلال بھی ٹھیک نہیں۔

اسی طرح صحیح بخاری کی حدیث نمبر ۳۱۵۹ جس میں ہرمزان کے اسلام لانے اور ان کی مہارت کا تفصیلی واقعہ مذکور ہے اس سے شارح نے آٹھ مسائل مستنبط کیے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

۱-وفیہ منقبة النعمان،

۲-وفیہ فصاحة المغيرة و بلاغته،

۳-وفیہ جواز امارۃ المفضل علی الفاضل لان فیہم الزبیر بن العوام وهو افضل من النعمان،

۴-وفیہ جواز ضرب المثل،

۵-وفیہ استحباب المشورة،

۶-وفیہ جودة تصور الهرمزان،

۷-وفیہ جواز اخذ الجزية من المجوس لانهم كانوا مجوسا وقال له المغيرة او تؤدوا الجزية،

۸-وفیہ فضل القتال بعد الزوال۔"۹

اس حدیث سے نعمان رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوئی، اسی طرح مغیرہ رضی اللہ عنہ کی فصاحت و بلاغت بھی معلوم ہوئی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ رتبے میں کمتر کو افضل پر امیر بنایا جاسکتا ہے۔ جیسے اس لشکر میں زبیر بن العوام موجود تھے جو نعمان بن مقرن سے افضل تھے۔ ایسے ہی یہاں معلوم ہوتا ہے کہ کلام میں بات کی وضاحت کے لئے ضرب المثل کو بیان کیا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ کرنا ایک مستحب عمل ہے۔ اسی طرح ہرمزان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے

کس قدر عمدگی سے مختلف ممالک کے باہمی تعلق کو ایک مثال سے سمجھایا۔ اور یہاں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جزیہ مجوسیوں سے بھی لیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ تمام لوگ مجوسی تھے اور حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کلام کے دوران ان سے یہ بات بالکل واضح طور پر کی تھی کہ (یا تم مسلمان ہو جاؤ یا پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ یا پھر) جزیہ دینے پر راضی ہو جاؤ۔ اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زوال کے بعد جہاد شروع کرنے میں زیادہ فضیلت ہے۔

۲۔ ترجمۃ الباب سے متعلق مسئلہ کا استنباط

امام بخاریؒ نے کسی حدیث کو جس ترجمہ کے تحت ذکر کیا ہو، اس ترجمہ میں مذکور مسئلہ دراصل اس حدیث سے مستنبط ہوتا ہے۔ اور وہ کبھی تو بالکل واضح معلوم ہوتا ہے جب کہ کبھی اس کی وضاحت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مولانا عبدالحقؒ ایسے موقع پر ترجمۃ الباب سے مطابقت بیان کرتے ہوئے اُس مسئلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ مثلاً باب فضل الوفاء بالعہد کے تحت امام بخاریؒ نے اس حدیث ہر قل کا ایک مختصر ٹکڑا ذکر کیا ہے جس میں اس کے معاہدے کا ذکر ہے، "اس حدیث سے فضیلت کیسے معلوم ہوتی ہے؟ تو شارحؒ مولانا عبدالحقؒ فرماتے ہیں:

"والمطابقة للترجمة من حيث ان الغدر قبيح عند كل امة وليس هو من صفات المرسلين و يمتحن هرقل بذلك بانه عليه الصلاة والسلام ان غدر ولم يف فليس بنبي لان الغدر ليس من صفات المرسلين." ۱۱

"یہاں پر حدیث اور ترجمۃ الباب میں مطابقت اس طرح پائی جاتی ہے کہ دھوکہ دینا تمام امتوں کے نزدیک ایک ناپسندیدہ عمل ہے اور یہ ایسا عمل ہے کہ جس سے انبیاء محفوظ ہوتے ہیں اس لیے ہر قل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لینے کی غرض سے معاہدہ کیا تھا تاکہ معلوم ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم معاہدے کی پاسداری کرتے ہیں یا نہیں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدے کی پاسداری نہ فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گویا اس کے مطابق نبی نہیں ہو گا کیونکہ دھوکہ دینا انبیاء کی صفات میں سے نہیں۔"

۳۔ معنی حدیث سے استنباط مسائل

احادیث مبارکہ کے ظاہری الفاظ کے علاوہ اس کے معنی و مقصود سے بھی استنباط کرتے ہیں مثلاً امام بخاریؒ نے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا تو اس کو چاندی کی زنجیر سے جوڑا تھا، اور عاصم کہتے ہیں کہ میں نے اس پیالہ کو دیکھا تھا اور اس سے پانی بھی پیا تھا۔ ۱۲ اس حدیث سے شارحؒ دو مسئلے مستنبط کرتے ہیں، جن میں پہلا مسئلہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے جب کہ دوسرا معنی اس کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے، آپؐ لکھتے ہیں:

"وفيه جواز استعمال سلسلة الفضة، وفيه التبرك بآثار الصالحين فمن انكر منه فقد أخطأ." ۱۳

"اس سے معلوم ہوا کہ چاندی کی زنجیر استعمال کرنا جائز ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے، جو اس کا انکار کرے تو وہ غلطی پر ہے۔"

۴۔ استنباط مسائل کے لیے مستعمل الفاظ

مسائل مستنبط کرتے وقت عموماً "ویستفاد منه" کے الفاظ سے مسائل مستنبط کو شروع کرتے ہیں۔ اور جب متعدد مسائل ہوں تو "وفیہ" کے لفظ سے اگلے مسئلے کو بیان کرتے ہیں۔

۵۔ اختلافی مسائل کے استنباط میں طریقہ کار

حدیث سے مستنبط ہونے والا مسئلہ اگر اختلافی نوعیت کا ہو تو اس میں فقہائے کرام کا اختلاف نقل کر کے اس میں ترجیح مذہب کی ذمہ داری بھی نبھاتے ہیں۔ چونکہ آپؐ فقہی حنفی کے متبع ہیں اس وجہ سے فقہ حنفی کو ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً خیبر میں یہود نے رسول اللہؐ کو گوشت میں زہر ملا کر پیش کیا تھا، اس حدیث کو نقل کر کے اس مسئلہ کو چھیڑا ہے کہ اگر کوئی کسی کو زہر کے ذریعے قتل کر دے تو کیا قصاصاً اس کو زہر دیا جائے گا یا قصاص صرف تلوار ہی کے ذریعے ہو گا۔ اس مسئلہ میں مالکیہ، شافعیہ اور حنفیہ کی رائے نقل کر کے احناف کے قول کو ترجیح دی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"واحتج بحديث الباب مالك بان القتل بالسهم كالقتل بالسلاح الذي يوجب القود، وقال الشافعي رحمه الله يفعل به مثل ما فعل به ان كان فعلاً مشروعاً، وقال الكوفيون لا قود الا بالسيف و احتجوا بما رواه ابن ماجه عن ابي بكر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لا قود الا بالسيف، والجواب عن حديث الباب ان قتلها مختلف فيه و لكن سلم ان النبي صلى الله عليه وسلم قتلها فلعله قتلها حين اطلع على سحرها لا انه قتلها قصاصاً جمعاً بين النصوص." ۱۴

"اس باب کی حدیث سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو زہر دے کر قتل کرتا ہے تو زہر دے کر قتل کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے اسلحہ سے کسی کو قتل کرنا اور اس کی وجہ سے بھی قصاص لازم ہو جاتا ہے۔ ۱۵ یہی قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو جیسے کرے گا اس کے ساتھ ویسے ہی کیا جائے گا بشرطیکہ کہ شریعت میں اس کی ممانعت نہ ہو۔ ۱۶ جب کہ کوفہ والے (یعنی احناف) فرماتے ہیں کہ قصاص صرف تلوار سے ہو گا اور اس کی دلیل دراصل ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کی وہ روایت ہے کہ جو انھوں نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے قصاص صرف تلوار سے ہے۔ ۱۷ اس حدیث کے حوالے سے وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس میں علماء کرام نے اختلاف کیا ہے جس کے حوالے سے مختلف صحابہ کرام نے

مختلف احادیث نقل کی ہیں بعض میں اس عورت کو قتل کرنے کا حکم ملتا ہے اور بعض میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو معاف فرمادیا تھا۔ اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمادیا تھا تو یہ اس وقت کا واقعہ ہو سکتا ہے کہ جب اس کے دھوکہ کا علم ہوا ہو۔ اس سے تمام نصوص میں تطبیق ہو سکتی ہے۔"

۶۔ مستنبط مسائل کی وضاحت کے لیے دیگر احادیث مبارکہ کا تذکرہ

شارح بعض مقامات پر مسئلہ مستنبط کرنے کے بعد اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے دیگر احادیث مبارکہ نقل فرماتے ہیں، مثلاً امام بخاریؒ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مرغی پیش ہونے اور ایک شخص کے اس سے گھن محسوس کرنے کا ذکر ہے۔ مولانا عبدالحقؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

"وفیه جواز اکل الدجاج، وروی ابن عدی من حدیث نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا اراد ان یاکل دجاجة امر بها فربطت ایاما ثم یاکلها بعد ذلک." ۱۸

"اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرغی کا کھانا حلال ہے۔ ایسے ہی حضرت ابن عدیؒ، نافعؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرغی کھانے کا ارادہ فرماتے تو حکم دیتے کہ اس کو باندھ دیا جائے چنانچہ اس کو پکڑ کر کچھ دنوں کے لیے باندھ دیا جاتا اور پھر اس کو کھاتے۔" ۱۹

۷۔ احادیث مبارکہ میں مستدلات فقہاء کی وضاحت

شارحؒ کی یہ بھی عادت ہے کہ احادیث مبارکہ کے الفاظ سے جہاں کسی مذہب کے فقہائے کرام اپنے مذہب کے لیے استدلال کرتے ہوں تو آپ اس کی طرف توجہ دلاتے ہیں، پھر فریق مخالف کے مذہب اور دلیل کو بھی ذکر کرتے ہیں، مثلاً امام بخاریؒ نے اساری بدر کے متعلق ایک حدیث ذکر کی ہے، ۲۰ اس کی شرح میں صاحب غنیۃ القاری لکھتے ہیں:

"وفیه حجة لابی حنیفة و مالک علی ان الغنائم لا تستقر ملکاً للغنائم الا بعد القسمة و قال الشافعی رحمہ اللہ یملکون بنفس الغنیمۃ." ۲۱

"اس میں امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے لیے دلیل ہے کہ تقسیم سے پہلے غنیمت غانمین کی ملکیت میں نہیں آتی، جب کہ امام شافعیؒ کے ہاں وہ محض غنیمت کے حصول سے ہی مالک بن جاتے ہیں۔"

۸۔ اقوال علماء ذکر کر کے اُن میں قولِ رائج کی تعیین

بعض مسائل میں علماء کرام کے متعدد اقوال منقول ہوتے ہیں، تو شارح اُن کو نقل کر کے اُن میں قولِ رائج کی تعیین فرمادیتے ہیں، مثلاً صحیح البخاری کی حدیث نمبر ۳۱۱۵ میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ میرا نام (محمد) تو تم رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔ اس حدیث کی تشریح میں علمائے کرام کے متعدد اقوال نقل کیے ہیں، کہ کیا آپ ﷺ کا اسم گرامی اور آپ ﷺ کی کنیت استعمال کرنا اب بھی ممنوع ہے یا نہیں؟ متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اقول: فی الجمع بین اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم و کنیتہ التباس فی حال حیاتیہ و کذا فی الاکتناء بکنیتہ صلی اللہ علیہ وسلم فلذلک نحی عنہ و بعدہ ارتفع الالتباس فیجوز التفرّد باحدہما و الجمع بینہما بل التسمیۃ باسماء الانبیاء علیہم الصلاۃ والسلام مأمور بما رواہ ابو داود عن ابی واہب الجشمی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسماء الانبیاء و احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن و اصدقہا حارث و ہمام و اقبحہا حرب و مرۃ انتہی۔" ۲۲

"میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی کنیت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اگر آپ ﷺ کا نام اور کنیت دونوں کو جمع کیا جائے تو اس سے ایک طرح سے التباس پیدا ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ لیکن اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد چونکہ اب کسی قسم کا اس بات کا خدشہ نہیں رہا اس لئے اگر کنیت صرف رکھی جاتی ہے یا کنیت اور نام دونوں رکھے جاتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بلکہ انبیاء علیہ السلام کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھنا یہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم ہے۔" ۲۳ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ ابو واحد الجشمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کے نام انبیاء کے ناموں پر رکھو اور اللہ کو ناموں میں سے سب سے پسندیدہ نام عبد اللہ اور عبد الرحمن ہیں اور سب سے سچے نام حارث اور ہمام ہے اور سب سے قبیح نام حرب اور مرۃ ہے۔" ۲۴

۹۔ استنباط مسائل میں عمدۃ القاری سے استفادہ

آپؐ نے اس شرح میں حافظ بدر الدین عینیؒ کی شرح عمدۃ القاری سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں کہ:

"فشرت فی تلخیص بعض الشروح الذی فاق بالاتفاق، وطارت بہ الصبا والذبور الی الافاق، لاسیما شرح الامام الحافظ بدرالدین شیخ الاسلام وقودۃ المسلمین البدر العینی الحنفی مذهباً۔"

"میں نے بعض ایسے شروح کی تلخیص لکھنا شروع کی، جو بالاتفاق دیگر سے باری لے گئے تھے، اور صبح و شام کی ہوائیں اسے دنیا کے اطراف و اکناف میں پہنچا گئی تھیں، بالخصوص شیخ الاسلام امام حافظ بدر الدین عینی کی شرح، جو مذہباً حنفی ہیں۔"

چونکہ آپؒ نے عمدۃ القاری سے زیادہ استفادہ کیا ہے اس بنا پر مسائل مستنبط کو بھی زیادہ تر علامہ عینیؒ کی شرح سے نقل کیا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

^۱ النحل: ۴۴

^۲ مسلم بن الحجاج القشیری، صحیح مسلم، (بیروت: دار احیاء التراث العربی) ج ۱ ص ۳۷۱، رقم الحدیث ۵۲۳

^۳ انٹرویو، مولانا محمد ابراہیم (مولانا عبدالحق باجوڑی کے پوتے)، ٹانگ خطا، ضلع باجوڑ بتاریخ ۷ اپریل ۲۰۲۱

^۴ مولانا سمیع الحق، ماہنامہ الحق، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ج ۱ ص ۳۸، شمارہ جون ۱۹۸۱

^۵ محمد قاسم بن محمد امین صالح، تذکرہ علماء خیبر پختونخوا، (صوابی: دار القرآن والسنة ۲۰۱۵) ص ۵۲۷

^۶ مولانا عبدالحق باجوڑی، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری (عربی)، (پشاور، منظور عام پریس)

^۷ البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (القاهرة، دار طوق النجاة) رقم الحدیث ۳۱۲۹

^۱ مولانا عبدالحق باجوڑی، غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس

^۱ غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس

^{۱۰} صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۱۷۴

^۱ غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس

^{۱۲} صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۱۰۸

^{۱۳} غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس

^{۱۴} غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس

^{۱۵} الشنقبطی، أحمد بن أحمد المختار الجکني، مواهب الجليل من أدلة خليل (قطر، إدارة إحياء التراث الإسلامي ۱۴۰۷ھ) ج: ۴، ص: ۲۷۱

^{۱۶} الشافعي، محمد بن إدريس، الأم، (بيروت، دار المعرفة ۱۹۹۰) ج: ۷، ص: ۳۵۲

^{۱۷} ابن ماجه، سنن ابن ماجه، (دار إحياء الكتب العربية) ج: ۲، ص: ۸۸۹، ح: ۲۶۶۷

^{۱۸} غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس

^{۱۹} الأندلسي، عبد الحق بن عبد الرحمن بن عبد الله بن الحسين بن سعيد إبراهيم الأزدي، الأحكام الوسطى من حديث النبي صلى الله عليه وسلم

(الرياض، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع ۱۴۱۶ھ) ج: ۴، ص: ۱۲۲

^{۲۰} صحیح البخاری: رقم الحدیث ۳۱۳۹

^{۲۱} غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس

^{۲۲} غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس

^{۲۳} صحیح مسلم ج: ۶ ، ص: ۱۶۹ ، ح: ۲۱۳۱

^{۲۴} أبو داؤد سلیمان بن الأشعث السجستانی، سنن أبي داؤد، (بيروت، المكتبة العصرية) ج: ۴ ، ص: ۲۸۷ ، ح: ۴۹۵۰

^{۲۵} غنیۃ القاری مخطوط، کتاب الخمس